✿✿✿ تقریر ✿✿✿

تقریر بابت خاندانِ مسیح موعودؑ
وقت 5-7 منٹ

حضرت بُوزینب صاحبہؓ
بیگم حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

اِنۡ تُبۡدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِىَ‌ۚ وَاِنۡ تُخۡفُوۡهَا وَتُؤۡتُوۡهَا الۡفُقَرَآءَ فَهُوَ خَيۡرٌ لَّـكُمۡ (البقرہ:172)

تم اگر صدقات کو ظاہر کرو تو یہ بھی عمدہ بات ہے اور اگر تم انہیں چھپاؤ اور انہیں حاجت مندوں کو دو تو یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔

سامعین! میری آج کی تقریر کا عنوان ہے ”حضرت بُوزینب صاحبہؓ بیگم حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ“

حضرت بُوزینب صاحبہؓ حضرت مسیح موعودؑ کی سب سے چھوٹی بہو یعنی حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ کی اہلیہ محترمہ تھیں۔ آپ ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی دادی جان تھیں۔ آپ کا شمار خواتین مبارکہ میں ہوتا ہے۔

جس طرح اردو زبان میں کسی معزز خاتون کے لیے ”بی بی“ کا لفظ بولا جاتا ہے اسی طرح ہندوستان کی ریاست مالیر کوٹلہ میں اُن کی مقامی زبان میں معزز خاتون کے لیے ”بُو“ کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے اسی لیے آپ بُوزینب صاحبہ کہلاتی تھیں۔ آپؓ کے والد حضرت نواب محمد علی خان صاحبؓ تھے۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تین سو تیرہ صحابہ میں شامل تھے اور اس کے علاوہ حضور علیہ السلام کے داماد بھی تھے۔ بُوزینب صاحبہؓ کی والدہ بُومہر النساء صاحبہ حضرت نواب صاحبؓ کی پہلی بیوی اور خالہ زاد بھی تھیں۔

حضرت بُوزینب صاحبہ 19، مئی 1893ء کو ریاست مالیر کوٹلہ میں پیدا ہوئیں۔ اس ریاست میں حضرت نواب محمد علی خان صاحبؓ کی اپنی جاگیر اور حویلی تھی جسے شیروانی کوٹ کہتے تھے اسی جگہ حضرت بُوزینب صاحبہؓ کی پیدائش ہوئی۔ آپ نے اپنا بچپن اسی جگہ پر گزارا لیکن اکثر اپنے والد کے ساتھ قادیان آتی جاتی تھیں۔ حضرت نواب صاحبؓ کی اہلیہ اوّل محترمہ مہر النساء بیگم صاحبہ کے بطن سے دو لڑکیاں اور چار لڑکے پیدا ہوئے۔ ایک بیٹی کا نام امۃ السلام تھا جو چند ماہ کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اس کے علاوہ آپؓ کے چار بھائی تھے۔ نواب عبد الرحمٰن خان صاحب، نواب عبد اللہ خان صاحب، نواب عبد الرحیم خالد صاحب اور نواب عبد الرب صاحب۔ آپؓ کی والدہ صاحبہ آپ کے چھوٹے بھائی نواب عبد الرب کی ولادت پر زچگی کے دوران وفات پا گئیں تھیں بعد ازاں یہ نو مولود بھی فوت ہو گیا۔ بچے چونکہ ابھی چھوٹے تھے اس لئے نواب صاحب نے آپؓ کی خالہ بُو امۃ الحمید صاحبہ سے دوسری شادی کی۔ جنہوں نے بڑی محبت سے اپنی بڑی بہن کے بچوں کی پرورش کی۔ حضرت بُوزینب صاحبہؓ کو بھی اپنی خالہ (دوسری والدہ) سے بے حد محبت تھی جب بھی کوئی قادیان جاتا تو اسے تاکید کرتیں کہ میری خالہ کی قبر پر جا کر ضرور دعا کرنا۔

حضرت نواب صاحبؓ کی اہلیہ ثانی محترمہ بُو امۃ الحمید بیگم صاحبہ کے بطن سے کوئی اولاد نہ ہوئی۔ وہ 1906ء میں وفات پا گئیں تو ان کا جنازہ حضرت مسیح موعودؑ نے پڑھایا۔

اللہ تعالیٰ کی تقدیر کے ماتحت 17، فروری 1908ء کو حضرت مسیح موعودؑ کی بڑی صاحبزادی حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ کا نکاح حضرت نواب محمد علی خان صاحبؓ سے ہو گیا۔ یوں حضرت نواب صاحب موصوفؓ کی یہ تیسری شادی ہوئی۔

سامعین! اپنی دوسری والدہ کے بعد آپ جب تنہارہ گئیں تو آپ کے والد کو فکر ہوئی کہ اب آپ کی شادی کر دینی چاہیے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی اس بات کا علم تھا اور فکر تھی اس لیے آپ علیہ السلام نے دُعا کر کے اپنے چھوٹے صاحبزادے حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ کا رشتہ بھجوایا۔ جو نواب صاحب نے بخوشی قبول کر لیا حالانکہ آپ کے خاندان کے غیر احمدی احباب اس رشتہ پر ناراض بھی ہوئے مگر آپ نے پرواہ نہ کی اور فرمایا کہ

"اگر شریف احمد ٹھیکرا (مٹّی کے برتن کا ٹکڑا) لے کر گلیوں میں بھیک مانگ رہا ہوتا اور دوسری جانب ایک بادشاہ رشتہ کا خواستگار ہوتا تب بھی مَیں شریف احمد ہی کو بیٹی دیتا۔"

لہٰذا اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ اور حضرت نواب محمد علی خان صاحبؓ کی بیٹی حضرت بُوزینب بیگم صاحبہؓ کا نکاح 15 نومبر 1906ء کو بعد نماز عصر قادیان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مہمان خانہ کے صحن میں ہو گیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل مولانا حکیم نور الدین صاحبؓ نے حضور علیہ السلام کی موجودگی میں ایک ہزار مہر حق پر نکاح کا اعلان فرمایا۔ شادی 9، مئی 1909ء کو اور ولیمہ 10ء مئی کو ہوا۔

سامعین! حضرت بُوزینب صاحبہؓ کی شادی کا واقعہ حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ بیان کرتے ہوئے فرماتی ہیں کہ:

"بُوزینب بیگم صاحبہ کا رخصتانہ نہایت سادگی سے عمل میں آیا۔ حضرت اماں جانؓ نے سامان، کپڑا، زیور وغیرہ ہمارے ہاں بھجوا دیا تھا اور چونکہ نواب صاحب کا منشاء تھا کہ حضرت فاطمہؓ کی طرح رخصتانہ ہو۔ سو دلہن تیار ہو گئی تو نواب صاحب نے پاس بٹھا کر نصائح کیں اور پھر مجھے کہا کہ حضرت اماں جانؓ کی طرف چھوڑ آؤں۔ سیّدہ اُمّ ناصر صاحبہ والے صحن میں جو سیّدہ اُمّ وسیم صاحبہ کی طرف سے سیڑھیاں اُترتی ہیں، وہاں حضرت امّاں جانؓ نے استقبال کیا اور دلہن کو دار البرکات میں لے گئیں۔"

حضرت بُوزینبؓ کی رخصتی سے کچھ عرصہ پہلے آپ کے والد حضرت نواب محمد علی خان صاحبؓ کی شادی حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ سے ہوئی تھی۔ اس شادی کو آپ سمیت آپ کے بھائیوں نے بھی بڑی خوشدلی سے قبول کیا تھا۔ حضرت بُوزینب صاحبہؓ کو حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ سے بہت عقیدت اور محبت تھی اور آپ اُن کی بے حد عزت کرتی تھیں اور اُن کا ذکر کرتے ہوئے فرماتی تھیں کہ وہ بے حد محبت کرنے والی ماں ثابت ہوئیں۔ حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ سے آپؓ کے پانچ بہن بھائی تھے اور آپ کو اپنے ان بہن بھائیوں سے بھی بہت محبت تھی۔ آپ ہر ایک کی خوشی میں دل سے خوش ہوتی تھیں اور ہر ایک کی فکر رکھتی تھیں۔ سب بہن بھائی بھی آپؓ سے بہت محبت اور عزت کرتے تھے۔

حضرت بُوزینب صاحبہؓ کو اللہ تعالیٰ نے چھ بچوں سے نوازا جن میں تین بیٹے صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب (جن کی شادی حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی سب سے بڑی صاحبزادی ناصرہ بیگم صاحبہ سے ہوئی جو کہ ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی والدہ تھیں۔)

پھر حضرت مرزا داؤد احمد صاحب، صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب، صاحبزادی امۃ الودود صاحبہ (جو کہ جوانی میں ہی وفات پا گئیں تھیں)، صاحبزادی امۃ الباری صاحبہ اور صاحبزادی امۃ الوحید بیگم صاحبہ شامل ہیں۔

سامعین! حضرت بُوزینب صاحبہؓ بہت ملنسار، خوش خلق اور بہت مہمان نواز تھیں۔ ہمیشہ ایک پیاری سی مسکراہٹ کے ساتھ سب کو خوش آمدید کہتیں، خاطر تواضع کرتیں۔ اگر کوئی اپنے ہاتھ سے پکا کر ان کے لیے کچھ لے جاتا تو بہت خوش ہوتیں، تعریف کرتیں اور دوسروں کو تعریف کر کے کھلاتیں۔ ہر ایک کا دکھ سکھ سنتیں کبھی کسی سے شکوہ نہ کرتیں۔ کبھی کوئی بات کہہ بھی دیتا تو خاموش رہتیں۔ انتہائی ملنسار، غریبوں کا خیال رکھنے والی تھیں۔ اپنے ملازمین کا خاص طور پر خیال رکھتیں۔ مائی غوثاں جو آپ کی شادی کے بعد آپ کے ساتھ ہی آئی تھی اس کا بہت خیال رکھتی تھیں۔ جب وہ بیمار ہوئی تو اُس کا بہت خیال رکھا۔ دوسروں کی تکلیف کا بھی بہت احساس ہوتا تھا۔ استانی میمونہ کے بیوہ ہونے کے بعد اُن کی رہائش کا مسئلہ تھا اس لیے آپ نے اُن کو اپنے گھر کا ایک حصہ رہنے کے لیے دیا۔ قادیان میں بہت سی خواتین آپ سے ملنے آتیں تو آپ ہر آنے والی اور آنے والے کی آؤ بھگت مسکراتے ہوئے چہرے کے ساتھ کرتیں۔ اگر کوئی غریب عورت گاؤں سے آپ کے لیے انڈے وغیرہ تحفہ کے طور پر لاتی تو اس کے باوجود آپ اُس کو کچھ نہ کچھ پیسے ضرور ادا کرواتی تھیں۔

آپؓ کی چھوٹی بہن آصفہ بیگم صاحبہ کہتی ہیں وہ فرشتہ تھیں۔ آپؓ صدقہ بہت دیتیں بلکہ اپنے بچوں کو بھی کہتیں کہ فلاں غریب ہے اسے کچھ دے... خود نمائی بالکل نہیں تھی۔ جیسا کہ خاکسار نے ابتداء میں سورۃ البقرہ کی آیت کی تلاوت کی کہ تم اگر صدقات کو ظاہر کرو تو یہ بھی عمدہ بات ہے اور اگر تم انہیں چھپاؤ اور انہیں حاجت مندوں کو دو تو یہ تمہارے لئے بہتر ہے کے مصداق نیکی کرتی تھیں کسی کو پتہ بھی نہیں چلتا تھا۔ آپ اس بات پر عمل کرتی تھیں کہ کسی کی مدد کرو کہ ایک ہاتھ سے تو

دوسرے ہاتھ کو خبر نہ ہو۔ شاید اسی لیے آپ کی کی گئی قربانیوں کے بارے میں بہت زیادہ تفصیل نہیں ملتی۔ آپ نہ صرف انسانوں کا بلکہ جانوروں کا بھی خیال رکھتیں اور بلاناغہ کوّوں اور چڑیوں کے لیے دانہ اور روٹی کے ٹکڑے ڈالتیں۔

آپ کی طبیعت میں بہت نفاست تھی۔ وہم کی حد تک صفائی پسند خاتون تھیں حتیٰ کہ اپنے برتن بھی علیحدہ رکھتی تھیں۔ اس بارہ میں آپ کی پوتی صاحبزادی امۃ القدوس بیگم صاحبہ جو کہ حضرت مرزا منصور احمد صاحب مرحوم کی بیٹی ہیں، ذکر کرتی ہیں کہ آپ ایک دفعہ بیمار پڑ گئیں اور کافی عرصہ بیمار رہیں۔ ڈاکٹروں کو شبہ تھا کہ یہ ٹی بی نہ ہو کیونکہ آپ کے ننھیال میں یہ مرض تھا اور اس زمانہ میں ٹی بی کا کوئی خاص علاج بھی نہ نکلا تھا اس لیے انہوں نے اپنے برتن ہی الگ کر لیے تاکہ اگر واقعی انہیں ٹی بی ہو تو کسی اور کو برتنوں کی وجہ سے نہ لگ جائے۔ کہنے لگیں:

"میں نے سوچا کہ پہلے اس کے کہ لوگ اس بات کا وہم کریں مَیں خود ہی کیوں نہ اپنے برتن الگ کر لوں۔"

اور پھر یہ اُن کا طریق ہی ہو گیا کہ گھر ہو یا سفر آپ اپنے برتن علیحدہ ہی رکھتیں۔ یعنی اپنی خودداری بھی قائم رکھی اور کسی کو بیماری منتقل ہونے کا خوف بھی نہ رہا۔

حضرت بُو زینب صاحبہؓ کو اپنے ہاتھ سے کام کرنے کی عادت تھی اور شوقیہ چند چیزیں خود اپنے ہاتھ سے پکاتیں، سب عزیز کہتے ہیں کہ ان کے ہاتھ کا چھولیا (ہرے چنے) جیسا لاکھ کوشش پر بھی کبھی کوئی بنا ہی نہیں سکا۔ بیماری کی حالت میں بھی پورے گھر پر ان کی کڑی نگاہ ہوتی۔ بڑے لوگ تو پھٹی پرانی ٹوٹی پھوٹی چیزیں پھینک دیا کرتے ہیں لیکن ان کا یہ حال تھا کہ وہ اس سے ایک اَور کارآمد چیز بنا لیتیں۔ انہیں سلمہ ستارے کا کام، گوٹا کناری سب آتا تھا۔ آپؓ بہت منتظم خاتون تھیں۔ کم آمدنی کے دنوں میں گھر کو احسن طریق پر چلاتیں۔ لین دین بھی رکھتیں، گھر کی، بچوں کی، ملازمین کی ضروریات پوری کرتیں، ہجرت کے بعد خراب حالات میں بھی ان کے گھر میں ہمیشہ ایک رکھ رکھاؤ نظر آتا اور کبھی ان کے منہ سے حالات کی تنگی کا رونا نہیں سنا گیا، ہمیشہ اپنا بھرم قائم رکھا۔ وہ جو الہام ہے "وہ بادشاہ آیا" جہاں ان کے میاں حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ دُنیاداری سے بے نیاز ایک بادشاہ ٹھہرے وہاں ان کی بیگم ان کے گھر کی ملکہ تھیں۔ سینا پرونا بھی خوب جانتی تھیں۔ جب آپ کی چھوٹی بہن آصفہ بیگم صاحبہ کی شادی ہوئی تو آپ کے مالی حالات اتنے اچھے نہ تھے۔ آپ نے اُن کی شادی کے لیے اپنی ایک بہن کے ساتھ مل کر اُن کی قمیض اور دوپٹے پر سلمے ستارے کا کام کر کے ایک بھاری جوڑا تیار کیا۔ آپ خود بھی اوڑھنے پہننے کی شوقین تھیں بیشک چند جوڑے ہی بناتی مگر نفیس ہوتے۔ آپ عموماً تنگ پاجامہ اور کُرتا پہنتیں اور ساتھ میں ایک چار گز کا چُنا ہوا دوپٹا ہوتا تھا۔ آپ کو کبھی کسی نے بیماری کی حالت میں بھی بے ترتیب حلیے میں نہیں دیکھا۔ بالوں کو سمیٹ کر اُن کا جوڑا بنا کر رکھتیں تھیں۔ آپ کو شادی شدہ لڑکیوں کا بننا سنورنا پسند تھا۔ خود اپنی بیماری کی وجہ سے کسی شادی کی تقریب میں اگر نہ جاسکتیں تو بیٹیوں کو ہدایت کرتیں کہ تیار ہو کر جانا یہ نہ ہو کہ ایسے ویسے کپڑے پہن کر چلی جاؤ۔ خود اُن کو دیکھتیں کہ زیور پہنا ہے، خوشبو لگائی ہے کہ نہیں۔ سب کی خبر گیری رکھتیں اور خود نہ جاسکنے کے باوجود تحفے تحائف بھیجتیں اور اُن کے لیے دُعائیں کرتیں۔

سامعین! آپؓ متقی پرہیزگار خاتون تھیں۔ آپؓ کا دل خوفِ خدا سے پُر رہتا اور یہ کوشش رہتی کہ آپؓ کے ہاتھ یا زبان یا کسی عمل سے کسی کو کوئی تکلیف نہ پہنچے۔ بہت دعا گو اور عبادت گزار تھیں بچپن ہی سے آپؓ کو تہجد پڑھنے کا خاص شوق تھا۔ راتوں کو اُٹھ کر بہت لمبی تہجد کی نماز پڑھا کرتیں۔ اپنی نمازوں کی حفاظت کا ہر دم خیال رہتا یہاں تک کہ آخری بیماری میں جب ہسپتال داخل تھیں اور نیم بے ہوشی کی سی کیفیت تھی تب بھی آپؓ سکون میں ہوتیں تو ڈاکٹر دیکھتے کہ ہاتھ اپنے سر تک لے جاتی ہیں۔ انہوں نے حیرت سے ان کی بیٹی سے پوچھا کہ یہ کیا کرتی ہیں؟ اِنہوں نے بتایا کہ جب ذرا ہوش آتی ہے تو نماز شروع کر دیتی ہیں۔ اس پر ڈاکٹر بہت حیران ہوئے کہ اس حالت میں بھی نماز کا خیال ہے۔ اکثر خواتین آپؓ کو دعا کا کہنے کے لیے آتی تھیں۔ آپؓ پردہ کی بھی بڑی سختی سے پابندی کرتیں۔

حضرت بُو زینب صاحبہؓ کو اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بہو ہونے کا شرف بخشا تھا تو آپؓ نے بھی اس رشتہ کو خوب احسن رنگ میں نبھایا۔ آپ ہمیشہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیمات پر عمل کرتیں اور آپ کی کوشش ہوتی کہ آپ کے کسی بھی عمل سے یا کسی بات سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام یا آپؓ کے والد محترم حضرت نواب محمد علی خان صاحبؓ کی تربیت پر کوئی حرف نہ آئے۔

آپ لکھنا پڑھنا جانتی تھیں اس لیے مطالعہ کی شوقین تھیں۔ ہر وقت آپ کے سرہانے کوئی نہ کوئی کتاب یا رسالہ موجود ہوتا تھا۔ قرآن کریم بڑی باقاعدگی سے ترجمہ کے ساتھ پڑھتی تھیں۔

سامعین! حضرت بُو زینب صاحبہؓ بہت صابر شاکر خاتون تھیں۔ بڑے سے بڑے صدمہ کو برداشت کر جاتی تھیں اور کوئی واویلہ نہیں کرتی تھیں۔ آپ کی صاحبزادی امۃ الباری صاحبہ بیان کرتی ہیں کہ مَیں نے انہیں کبھی کسی بے حد قریبی کی وفات پر روتے نہیں دیکھا تھا بس سر جھکا کر خاموش ہو جاتیں۔ ایک چُپ سی لگ جاتی

تھی۔ ان کی جوان بیٹی امۃ الودود صاحبہ بی اے کا امتحان دے کر فارغ تھیں کہ دماغ کی رگ پھٹنے سے وفات پا گئیں لیکن آپ نے اتنے بڑے صدمہ پر بھی اُف نہ کی بس ایک چُپ آپ کو لگ گئی۔ صاحبزادہ مرزا ظفر احمد صاحب لکھتے ہیں کہ

”1962ء میں حضرت اباجان کی وفات ہو گئی۔ اس پر بھی ایسا صبر کا نمونہ دکھایا کہ انسان حیران ہو جاتا ہے۔“

آپ کا خلافت پر بڑا پُختہ ایمان تھا۔ آپ نے چار خلفاء کے دَور دیکھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ آپ سے عمر اور رشتہ دونوں میں چھوٹے تھے لیکن اس کے باوجود آپ انہیں اپنا روحانی آقا مانتی تھیں اور اُن کے ساتھ آخر دم تک اخلاص، وفا اور اطاعت کا تعلق رکھا۔

سامعین کرام! مئی 1984ء میں آپ شدید بیمار ہو گئیں۔ لاہور لے جایا گیا جہاں ڈاکٹروں نے انتڑیوں کا کینسر تشخیص کیا۔ آپریشن کے باوجود آپؓ کی طبیعت نہ سنبھلی اور دو ماہ کی لمبی تکلیف برداشت کر کے 24؍ اگست 1984ء بروز ہفتہ قبل از نماز مغرب آپؓ کی وفات ہو گئی۔ اگلے دن ربوہ میں شام ساڑھے پانچ بجے محترم صوفی غلام محمد صاحب نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ آپؓ موصیہ تھیں اور آپؓ نے اپنی زندگی میں ہی اپنی جائیداد پر وصیت ادا کر دی تھی۔ تدفین بہشتی مقبرہ ربوہ میں ہوئی۔

اللہ تعالیٰ آپؓ کے درجات بلند فرمائے۔ آمین

سونپا ہے تمہیں خالق و مالک کی اماں میں
سوئے ہو یہاں، آنکھ کھلے باغِ جناں میں

(کمپوزڈ بائی: عائشہ منصور چوہدری۔ جرمنی)

✡✡✡✡